

ممتاز المطابع پریس لکھنؤ وکٹوریا اسٹریٹ میں باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین مالک و ایڈیٹر چھپکر شائع ہوا

قیمت فی پرچہ ۲ر

مینیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردانِ مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی للعہ سالانہ قیمت لیجائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپکے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچے میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپکے مفید مطلب و مذاق کے موافق معلوم ہوں تو ہم ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا بھی فضول ہے۔

(۵) طالبانِ مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چند سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ خپ ہو جاتا ہے لیکن یہ شاہد ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتکدہ پر نیازمند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شائع ہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ ان کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۳ نمبر ۳۶

مضامین غیر

۲۹ ستمبر ۱۹۲۸ء

بوانصیبن بنام مسٹر چغتائی بی اے

(تتمہ ۲۲ ستمبر ۱۹۲۸ء)

مرزا! میں نے جو باتیں پچھلے شمارے میں بیان کی تھیں اُن پر کتابیں لکھی جا سکتی ہیں کہہ چکی ہوں کہ بھولے چوکے بے پردگی ہو جانے اور جان بوجھ کے منہ کھلا رکھنے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ یا یہ کہ کوئی ایسا موقعہ آن پڑے جہاں منہ کھولنے پر انسان مجبور ہو۔ مگر خدا جانے تمہارا ذہن کیسا کُند ہے کہ بات یاد ہی نہیں رہتی۔ تم یہی رٹے جاتے ہو کہ ہاتھ منہ کھلنا بے پردگی ہرگز نہیں ہے۔ اگر یہ بے پردگی نہیں تو پھر کچھ بھی بے پردگی نہیں۔ منہ کھلا پھرنا بھی بے پردگی نہیں۔ اور جو باتیں کہ یورپ والیاں کرتی ہیں وہ بھی بے پردگی میں داخل نہیں ہیں۔ چہرے کے سوا اور کون سی چیز ہے جو کھلی رہتی ہے تو مرد دیکھتے ہیں؟ خدا سمجھے بیہودہ مسلمان ناول نویسوں سے انھوں نے عورتوں کے گھر سے نکل جانے اور ماں باوا کی ناک کٹوانے کے ہزاروں قصے گڑھ ڈالے اور ہر ایک میں نطاقاً بے پردگی کا ایک نیا عنوان قائم کیا ہے۔ مثلاً یہ کہ دو مرد نے مکان کرایہ پر لیا۔ چھت پر چڑھا وہاں ایک عورت نہا کے بال سکھا رہی تھی چلئے بس عشق ہو گیا۔ آگ لگی رنگ بجھانے گئے ایک بیمار آدمی کسی عورت کے چیخنے کی آواز سن کے جلتی کوٹھری میں گھس پڑا بس اُسی وقت سے دل کو لگی تو چھڑکائے نہ بجھی راہ میں ہنڈولی چلی جاتی تھی ڈنڈا ٹوٹ گیا سواری گرنے کی تھی سڑک پر گری پیچھے ایک لال سالم صاحب کی نیک بختی کا پاؤں سواری کی صورت دیکھتے ہی پھسل گیا۔ ریل کی کھڑکی سے ایک نوجوان جھانکتی تھی کسی نوجوان مسافر نے دیکھا اور دل ملک بیٹھے میں وہ نشیم بھری نظر کا بانٹ کی طرح چلتے پھر رو کے نہ رکا۔ میں نے کسی قصے میں یہ نہیں دیکھا کہ کوئی عورت بجلی ہوئی آ دست سے رہی تھی اور سامنے چھت پر مستری ایسے دوربین پہ کھڑے تھے انھوں نے دھکی عورت جو دیکھی تو پیشاب پیشاب ہو گئے۔ مطلب یہ کہ تمام قصوں میں عشق کی ابتدا یا فتنہ کی شروعات چہرہ اور ہاتھ دیکھنے سے ہوتی ہے بغیر اس کے کہ کوئی کسی کو اچانک دیکھتا ہے۔ اب تم کہوگے کہ خالی ہاتھوں کے دیکھنے سے عشق نہیں ہوتا۔ ابھی ہوتا ہے اور ضرور ہوتا ہے۔ تاریخ میں "کفِ معصم" کے عنوان سے ابراہیم بن مہدی عباسی کی بہت مشہور حکایت ہے۔ کہتے ہیں کہ ابراہیم نے خلیفۂ وقت پر چڑھائی کی اور شکست پائی تو روپوش ہونے کے بعد ایک دن کا ذکر ہے کہ یہ سیر کرنے نکلے۔ امیروں کے مزاج میں کچھ نہ کچھ خفقان تو ضرور ہوتا ہے صبح سے جو ڈانواں ڈول گھومنا شروع کیا تو دوپہر ہو گئی۔ آفتاب اور پھر عرب کا آفتاب جسکی دھوپ میں دانے بھنتے ہیں۔ منہ یا مارے گرمی کے ٹوٹنے لگی۔ جاتے جاتے ایک بلند مکان کی دیوار کے نیچے پناہ لی دیوار میں ایک کھڑکی تھی پٹ کھلے ہوئے تھے چلمن پر ایک مہندی لگا نازک ہاتھ نظر آیا حضرت نے وہ نازک کلائی جو دیکھی تو طبیعت میں پیچ آئی۔ عشق نے عشق بازی کا دل لگا انگلیوں پر ناچنے۔ رسائی کی تدبیر یہ سوچی کہ وہ چار مرد سے مکان کے پھاٹک میں جاتے دیکھے انھیں کے پیچھے یہ بھی ہو لیے۔ وہ سمجھے کہ صاحب خانہ کے یہ بھی کوئی دوست ہونگے انھوں نے روک ٹوک نہیں کیا اب سنئے کہ وہاں تھی دعوت مگر صاحب مکان ایک باعزت آدمی تھا انکو دیکھ کے مدارات پیش آیا۔ باتیں ہونے لگیں پھر دسترخوان بچھا انکے بعد رنگ شروع ہوا اتنے میں اذان کی آواز بلند ہوئی لوگ نماز پڑھنے اٹھے گانے والی بھی اپنا عود دیکر مسجد کے دروازے ست کرنے چلی گئی انھوں نے جلدی جلدی نماز پڑھی اور سب محفل والوں سے پہلے سلام پھیر کے محفل میں آن بیٹھے عود کے تار جو جڑے تھے کھونٹیاں مروڑ کے اتروائے اور چپکے ہو رہے اب جو گانے والی آئی اور اس نے عود پر ہاتھ رکھا تو محفل روشن ہو گئی۔ ہر ایک سے پوچھا کہ میرا ساز کس نے چھیڑا تھا کوئی نہ بولا آخر گھر کا مالک انکے سامنے ہاتھ باندھ کے کھڑا ہوا اور کہا میرے اجنبی ناشناسا مہمان یہ حرکت آپ ہی کی ہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جناب کو گانے بجانے کا ڈھنگ خوب آتا ہے ماشاءاللہ آپ نے عود کو خوب درست کیا اب التماس ہے کہ ہاتھ کے کرتب بھی دکھائیے اتفاقاً کے ساتھ گانے والی لونڈی بھی سر ہو گئی کہ میں نہ مانونگی آپ کو میری جان کی قسم بجائیے مہمان صاحب کو ہنر دکھانے کا موقع ملا اس فن میں کامل تھے ایسا گائے بجائے کہ در و دیوار مست ہوگئے صاحب خانہ ہاتھ کے جلو گیر ہوا نام پوچھا انھوں نے ساری واردات بیان کی وہ سنتے ہی مست ہو گیا۔ پہلے تو اس نے اپنی تمام لونڈیوں کو محفل میں بلایا اور سب کی کلائیاں

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۶۰۰ ۱۹۲۸ء

بعدالت جناب سید علی جاہ صاحب سب جج بہادر مقام بارہ بنکی

[illegible] ساکن [illegible] ضلع بارہ بنکی .... مدعی

بنام

لکھی ولد [illegible] قوم [illegible] ساکن [illegible] ضلع بارہ بنکی .... مدعا علیہ

[illegible] ساکن [illegible] بنام [illegible] ضلع بارہ بنکی

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ۱۹۲۸ء [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حاضر ہو [illegible] [illegible] [illegible] واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جواب دہی کی تائید میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۲۰ ماہ ستمبر ۱۹۲۸ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم [illegible]

مہر عدالت

وقت حاضری [illegible] بجے سے [illegible] بجے تک

دکھائیں جب یہ نہ پہچان سکے تو اس نے کہا کہ بجز اس شخص کی دختر کے اب کوئی عورت گھر میں نہیں ہے آپ اگر اس سے عقد کرنا چاہتے ہوں تو عذر کی جگہ نہیں ماشاءاللہ امیر ابن امیر ہیں جوان ہیں خوبصورت ہیں نیک مزاج ہیں۔ غرض اُسے بلوایا۔ یہ کلائی دیکھتے ہی بولے یہی ہے یہی ہے وہ ہاتھ جس نے دل چھینا۔ اسے میں تو یہی لوں گا۔ وہی مثل جو انگلی پکڑتے ہی پہونچا پکڑا۔ صاحب مکان نے دو بول پڑھ کے اسیوقت دلہن رخصت کر دی۔ جیسے ان کے دن پھرے ویسے کہنے سننے والوں کے پھریں۔

مرزا! سن لیا تم نے ایک ٹھینگے نے یہ گھر لٹایا۔ مالک مکان آدمی ہوشیار تھا اگر بگڑ بیٹھتا تو کشت و خون ہوتا۔ دوسرے یہ کہ تمام رنگین مزاج جو مرد سے رنگین مزاج ہوتے ہیں وہ جھگڑے بکھیڑے سے دور بھاگتے ہیں۔ بس راہ پر تم عورتوں کو لانا چاہتے ہو اگر وہ کھل گئی تو رنگین مزاجی یہاں بھی پھیلے گی اور ایسے واقعے روز سننے میں آئینگے۔ عرب میں شریعت کا لحاظ ہے اور کسی بات میں نہ ہو مگر عورت کے معاملے میں آجتک کیا جاتا ہے۔ یہ جو ہندستان جہاں شریعت کی مخالفت ہر مسلمان کی سرشت میں داخل ہے قاعدے اور قانون سب بالائے طاق ہیں کوئی نہ عقدے کی پروا کرتا ہے نہ نکاح کی بلکہ جو مسلمان ان باتوں کا لحاظ کرتے ہیں وہ بے وقوف سمجھے جاتے ہیں۔ یہاں وہ آپا دھاپی پردہ اٹھ جانے کے بعد ہوگی کہ توبہ بھلی۔

مرزا! جو باتیں عورتوں کے حقوق کی حفاظت کی تھیں افسوس تمہیں ان کی خبر بھی نہیں۔ کوشش کرو کہ مہر کی رقم معقول ہو جائے یہ شرعی حق ہے اگر نیت مہر ادا کرنے کی نہ ہو تو نکاح نہیں صحیح مگر کتنے آدمی ہیں جو مہر ادا کرتے ہیں۔ کچہری میں دعویٰ ہوتا ہے تو سب بضاعت کچھ دلوا دیا جاتا ہے جو بیوی پچاس ہزار کا مہر تھا میاں نے دیوالیہ [illegible] ہو نہیں سکتا نکاح نامہ شہد لگا کے چاٹو۔ کوشش کرو کہ مہر ادا کرنے کی علت میں شوہر صاحب جیلخانہ جا سکیں چاہے وہ دیوانی کچہری سے دیوالیہ ہونے کا سارٹیفکیٹ حاصل کر چکے ہوں۔

مرزا ہزاروں عورتیں محض ساس نندوں کے باجی پن سے ایسی بیچاری [illegible] میں خون تھوکتی ہوئی مرجاتی ہیں۔ لوگ نصیحت کریں کہ یہ نوبت نہ آئے۔ جورو پر صرف خاوند کی اطاعت فرض ہے خسر دیور نند ساس کا کوئی حق نہیں کہ کڑوا کسیلا سنائیں یہ سمجھانے کی باتیں ہیں۔ یہ مصیبت ہندوستان کی رسمیں اختیار کرنے سے پڑی ہے۔

مرزا۔ ہزاروں عورتوں کا بیاہ خسر صاحب کے بوتے پر ہوتا ہے جب بہو سے نہیں بنتی تو وہ بیٹیا پکڑ کے نکال دیتے ہیں میاں کے نہ گھر نہ در [illegible] سکتا ہے اور غریب لڑکی [illegible] یہ وعظ ہونا چاہیے کہ اگر نان نفقہ دینے کا بوتا نہیں ہے تو نکاح نہ کرو۔ اسپر بھی نہ مانیں اور جھگڑا ہو تو اسکی سزا قانون کے ذریعہ سے مقرر کی جائے۔

مرزا۔ شریعت نے عورت کو اجازت دی ہے کہ وہ شوہر کا مال بے اجازت بھی صرف کر سکتی ہے مگر بی بی کا مال بغیر اجازت میاں نہیں لے سکتے۔ جب یہ ہے تو کسی شوہر کو وجہ کیا جو وہ جہیز کی کسی چیز پر مچلتا اور ناچتا اور بی بی کا کلیجا گودتا ہے۔

میری جان مرزا۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ لوگ عورت کے مال پر نگاہ ڈالنے والے کو بُری نگاہ سے دیکھتے تھے۔ دیکھو عرب کے ایک مشہور شاعر کی حکایت تاریخ کی کتابوں میں عجیب [illegible] کے لکھی گئی۔ اس سے کسی نے پوچھا تم نے اپنی عمر بھر سب سے بڑا گناہ کونسا کیا تو اس نے جواب دیا کہ ایک مرتبہ میں سفر میں تھا۔ پاس کوڑی نہ تھی برف گر رہی تھی ہاتھ پاؤں ٹھٹھرے جاتے تھے۔ تن پر بستر نہ تھا۔ راستے میں [illegible] اسکی ملاقات ایک بہت خوبصورت عورت تھی میں اُنکا مہمان بنا چلے تو اس بی بی کو بیٹھنے میں [illegible] پھر اُسکے ساتھ سور کا گوشت تن کے کھایا جام پر جام کالے پانی کے چڑھائے رات گئے تک [illegible] اور روئی کا لطف اُٹھایا پھر جب رات اپنا منھ کالا کر چکی اور صبح نے [illegible] چھوڑنے پر کمر باندھی تو اُسے سوتا چھوڑ کے [illegible] اسی کا [illegible] اوڑھا اور اپنی راہ لی۔ [illegible] میں رہا یا نہیں۔ کہنے کو تو یہ اوباش کی کمائی ہے مگر حقیقت میں نصیحت کی جا رہی ہے۔ کمبخت اپنے کیے پر پشیمان تھا کہ ایک ہی رات میں بڑے بڑے گناہوں میں سے آدھے گن [illegible] سے اپنے [illegible]۔ ہندوستانی مسلمان مردوں کا حال اس زمانہ سے شاعر سے کچھ کم نہیں۔ لیکن وہ صبر فخر کرتے مونچھوں پر تاؤ دیتے ہیں پشیمان ہونا کیسا جو لوگ عورت کے واجبی حق دینا تو درکنار اس غریب کا جہیز بیچ کے رنڈی بازی کرتے ہیں عمر بھر سسرال کی روٹیاں توڑتے اور [illegible] جتاتے ہیں [illegible] بڑا [illegible] ہوتے ہیں۔ اپنی نسل بڑھاتے ہیں اور زنانخانے کا بار سسرے کے سر پر ڈالتے ہیں۔ جورو لونڈی ہے اور سسرا غلام۔ خیر جن کا میکا

ترخیالی ہے وہ غلط ہے میں لڑکی تیار ہے سب
بڑی یہ ہے کہ تعلیم و تربیت تو بی اے تک سے اگر زیادہ
لوگ زندہ رہ سکتے ہیں سب سے دھوکا ہوتا ہے کہ [illegible]
اتنے تنگ خیال نکلی ہونگے جتنا ایک کم سواد گھر
تعلیم یافتہ مرد ہوتا ہے۔ جی نہیں میاں بی اے
صاحب اڑا دی چڑیا ہے آشنائی لگاتے ہیں خود
تو ہیں کسی مجہول النسب کی اولاد میں اور تمام
سسرال کا نسب انکے نزدیک کھوٹا اور عیب دار
ہے۔ جورو کہاں باپ کی بیوہ کا نام کسی وقت نہیں
دیکھا چاہتے اس غریب کا دل جلے یا وہ روئے
پیٹے۔ مرزا۔ یہ میدان خالی ہے تم چاہو تو ان
برائیوں کی اصلاح کر سکتے ہو۔ عرب میں جو شخص
دنیا کی جھوٹی تہمت رکھے اور شرعی شہادت نہ
دے سکے اسکی درے اچھی طرح حکم کے موجب
کی جاتی تھی تم کوشش کر کے ویسا قانون بنوانا
کوئی بڑی بات نہیں۔ ابھی جو لوگ بے بنیاد عیب سے
جورو کو ...... کا عیب لگاتے ہیں اگر جورو گھر سے
قدم باہر نکالے تو غریب پر کتنے عیب تھوپے جاتے

تاریخ راجگان ہند
وقائع راجستھان

ہمدم بک ایجنسی نے ملک کی خدمت ایک اہم امر ہے اگر کو [illegible] بھی کرنا چاہتے تب بھی ہمدم بک ایجنسی کا [illegible] مرتب کر کے تاریخ راجگان ہند کو شائع کرنا ایک [illegible] کارنامہ ہے۔ ہمدم بک ایجنسی نے پہلے [illegible] طباعت اور [illegible] سے سب [illegible] اب [illegible] کا فرض تھا کہ اسکی [illegible] کریں [illegible] راجستھان [illegible] کے پاس [illegible] اب [illegible] صرف [illegible] راجستھان کی [illegible] اگر حقیقتاً آپ ہندوستان کے [illegible] خصوصاً قوم راجپوت اور اسکی [illegible] کی تاریخ [illegible] ہے اور [illegible] آپ صرف [illegible] کی غلط بیانیوں سے بچنے [illegible] اگر آپ ہندوستانیوں کے [illegible] رسوم اور روایات کا صحیح [illegible] رکھنا چاہتے ہیں تو آج ہی راجستھان کے مطالعہ کے [illegible]

قیمت صرف [illegible] روپیہ [illegible]

المشتہر
منیجر ہمدم بک ایجنسی لکھنؤ

ندی فکر کرو۔ تمہاری تدبیروں پر چلنے کا نتیجہ یہ ہوگا
کہ بہو بیٹیاں مفت بدنام اور رسوا ہونگی۔ کم سے کم
ایک نسل تو ابھی مفت بدنام ہو جائیگی آگے
چل کے ممکن ہے کہ معاملے ٹھیک پر آ جائیں۔

مرزا۔ ہر کام عقل کی رہنمائی سے ہونا چاہیے
تم نے غلط نہیں بتایا صرف [illegible] ہے تو بھلا
عمر میں دستوروں کا توڑنا آسان ہے مجھے بخوبی
معلوم ہے کہ [illegible] دستور توڑنے کی
قدرت رکھتے ہیں۔ تم نے جو [illegible] سے وہ بڑی
ہو سکتی ہے بیوی تم ہو سکتے ہو کہ ہماری تیاریاں کافی
ہو چکی ہیں ایک کتاب نہیں بلکہ بہت سی کتابیں
شائع ہونگی انشاء اللہ۔ نہیں انشاء الشیطان۔ اس
پردے اور عورت کے استعمال کے لئے ایک مستقل
ہفتہ وار اردو اخبار بہت جلد نکلنے لگا۔ جیسے تیز قلم
آپ کے قلم کے نمونے کے لئے انشاءاللہ وقف
کر دیئے جائینگے۔ یہ بیکار ہے۔ اب تک جن لوگوں نے
تمہاری لن ترانیاں سنیں انھوں نے یہی کہا کہ
مرزا خواہ مخواہ ڈینگ مارتے ہیں۔ شیخی خورے ہیں
پرائے شگون ...... پر آمادہ ہیں۔ ان سے
پوچھو کسی کا کیا بگڑ جائے گا۔

مرزا۔ تم نے خدا جانے کیا سمجھ کے کہا کہ آپکے
ہم نوالوں کو پسند ہے کہ مسلمان اس سنت پر عمل
کریں کہ بچیوں سے بڈھوں کی شادی ہو اور چار
بی بیاں ضرور کی جائیں۔ ارے تم تو جوتیوں
سمیت آنکھوں میں پیٹھے جاتے ہو میں نے یہ
کب کہا۔ بڈھے یورپ میں بھی زر خرچ کر کے کنواری
لڑکیوں سے شادیاں رچاتے ہیں۔ کسی شریعت نے
نکاح کا سن مقرر نہیں کیا۔ جننے سے نکاح نہیں
ٹوٹتا۔ نکاح ہے کوئی کچے دھاگے کا انداز بند
نہیں۔ اسکو نہ تم موقوف کر سکتے ہو نہ کوئی اور۔
رہیں چار بی بیاں تو جہاں قانون بن گئے ہیں
ایک کے ہوتے دوسری عورت یا دوسرا مرد کرنا جرم
ہے وہاں بھی لوگ باز نہیں رہتے۔ تمہارے
حرام کر دینے سے کوئی حلال چیز حرام نہیں ہو سکتی
تمام دنیا کی عورتیں [illegible] کے نام سے جلتی ہیں

اگر وہ اس قانون کو توڑ سکتیں تو کریں یہ آپکی غلطی
رہتا۔ یہ وہی قانون ہے جسکی بدولت آج تم [illegible]
کے قدیم باشندوں کے مقابلے میں برابر کا حق پانے
کے قابل ہوئے۔ جو ایک جورو پر مسلمان بیٹھے رہتے
تو تمہاری آبادی اس سات سو برس کے زمانے
میں پارسیوں کے شمار سے زیادہ نہ ہوتی۔ ندی تاریخ
اٹھا کے دیکھو باہر کتنے آدمیوں نے ہندوستان
آیا اور لودی کے زمانے میں کتنے مسلمان ہندوستان
بھر میں تھے۔ تم کہو گے کہ آبادی تبلیغ نے بڑھائی۔
یہ غلط ہے عرب کی نسل سے شیخ اور سید ہیں نو مسلم
کو شیخ یا سید نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ تو نسل کا نام ہے
ہندوستان میں شیخ اور سید کی تعداد تمام دوسری
مسلمان قوموں سے زیادہ ہے اور یہ چار بی بیوں کا
حلال بنانے کی برکت ہے۔ خیر بھلی ہوگا۔ ابھی سے
ان جھگڑوں کو میں چھیڑنا نہیں چاہتی۔ مجھے تمہارے
اس منطقی دعوے کی دلیل درکار ہے کہ اگر آپکے
اور دوسرے [illegible] نے ہماری بات نہ مانی تو اندیشہ
ہے کہ یورپ کی برہنگی عام ہو جائے گی۔ کیا خوب
چہرہ برہنگی سے باز نہ رکھ سکے اور کھلے منہ یا آدھا
سینہ کھولے پھرنے کا یہ نتیجہ ہوگا کہ برہنگی دفع ہو جائے۔
اے اس فلسفی سمجھ کے میں قربان۔ کیوں نہ اب
معلوم ہو گیا کہ تمہاری کتاب میں کس منطق سے
کام لیا گیا ہے اور اخبار میں کیا ہوگا۔

راقمہ۔ بوالنصیبن

پنچ۔ بدنصیبن نے چغتائی صاحب کے قصہ کا درد ختم کر دیا۔ وہ فرماتی ہیں کہ بس اب زیادہ پیچھا کرنا ٹھیک نہیں اگر چغتائی صاحب کی مشہور کتاب بے حجابی شائع ہوئی تو اس وقت شاید پھر قلم اٹھائیں۔ وہ بے نقاب بیگم کو نصیحت کر رہی تھیں بیچ میں کود پڑے مسٹر چغتائی جو کچھ انھیں بے نقاب بیگم کو نصیحت کرنی تھی اس کا نتیجہ یہ کہ چغتائی صاحب کی طرف پھر گیا۔ سچ پوچھیے تو بدنصیبن جنھیں ابھی چغتائی صاحب ابھی تک ادھر ہوؤں میں ہیں۔ مگر پنچ صاحب کا خیال ہے کہ غلط چغتائی صاحب ظفریاب ہوئے بدنصیبن کو شکست ہوئی۔ کیا مستی کہ اب پردہ رہ نہیں سکتا۔ ایک معمولی کپڑے یا لکڑی کے جالے کی حقیقت ہی کیا ہے جو سنڈوں کے بجلی کی گاڈروری کا مقابلہ کر سکے گو۔ زبانیں قینچی کی طرح چل رہی ہیں۔ کوئی صاحب اقتصادی مصلحتوں سے کماؤ جورو اور کماؤ بیٹی پیدا کرنا چاہتے ہیں اور پھر اس پاک کمائی کے بے پردہ قوموں سے پیچھے رہ جانے کے افسوس میں مبتلا ہیں۔ کوئی بزرگ پولیٹکل مصالح کی بنیاد کے لیے پردے کو پھاڑ ڈالنا سمجھتے ہیں کوئی صاحب معاشرت کی بدمزگی کا رونا روتے ہیں۔ کوئی منچلے بے سواد شرع کو پردے اور حجاب کا مانع خیال کرتا ہے۔ ان سب کو یورپ سے بازی لیجانا ہے بھلا اس اندھیر میں پردہ کب برقرار رہ سکتا ہے یہ سب اپنی غرض کے عاشق ہیں۔ عشاق سے زیادہ نقاب کا دشمن کون ہوگا؟ ایک شاعر کہتا ہے

بے حجابانہ درآ از در کاشانہ ما
کہ کسے نیست بجز شوق تو در خانہ ما

دوسرا کہتا ہے ؎

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

یہ پرانے زمانے کے شاعر ہیں ان میں سے کوئی خود دوہن کے عورتوں کے متعلق خصوصیات کا اظہار کرتا ہے کوئی اپنی ذات کو عورت کا قائم مقام سمجھ کے مرد سے مخاطب ہوتا اور اس کی دلچسپ آرائی انکے مرجانے تک کے افسانے بیان کرتا ہے۔ مگر ایک ہی شاعر حسن و عشق کے جذبات کی حکایات کرتا ہے کبھی عورتوں کے رجحانات کی بے حیائی و بے حجابی جہاں کہیں معشوق کو نسبت دی گئی ہے وہاں شاعر عورت کا وکیل مطلق ہے۔ شرم حجاب اور گیسو کے اوصاف جہاں نظم کیے گئے ہیں وہاں شاعر عشق مردانے خیالات کا ترجمان ہے۔ زمانے کا یوں کروٹ بدلنا ثابت کرتا ہے کہ جو کچھ پہلے خلوت میں ہوتا تھا وہ اب بھری محفل میں ہوگا خواہ عاشق رو سیاہ ہو اصلاح معاشرت کی غرض سے کوئی مسیح الملک ہو ساتھی انگلستان کی طرح یہاں مرتب ہو رہا نہیں ہے جو طلاق یا منہ عورتوں کو بری نگاہ سے دیکھنے پر سرزنش کرے۔ یا بیوہ عورت کے دوسرے نکاح پر نام رکھنے والوں کے منہ میں لقمہ دے یا فیشن کی تحریک کا دروازہ بند کرے۔ علی ہذا القیاس فیشن کی اصلاح کے متعلق بھی کوئی مسیح یا گروہ مدون نہیں ہے جو خواہش تی کے اظہار کے علاوہ قانون حیا و شرم کو پوشاک میں ملحوظ رکھے مثلاً تزئین اور سنگار کی نیت سے اکثر لڑکیں دستانے پہنتی ہی ہیں۔ ایک مجھ موٹے کا خیالی نقاب بھی منہ پر ڈال لیتی ہیں جسکی باریکی پر پردہ عنکبوت قربان اور جسکی جنگیوں پر مکھیاں نثار۔ اگر دستانے اور اس نقاب میں تھوڑی سی ترمیم کر دی جائے تو ممکن ہے کہ یہ شرعی پردے کا منہ چڑھا سکیں۔ لہذا انجمن پردہ اور بے پردگی کی عرضداشت جماعت میں عنقریب ایک ایسی جنگ چھڑنے والی ہے جو ملک الموت سے بھی زیادہ سفاکی دکھانے کی یعنی وہ افتراق پھیلنے والا ہے کہ شوہر دار بیوہ اور باپ والے یتیموں اور بقول بدنصیبن کے بچوں والی بانجھ بیویوں وارث رکھنے والی بے وارثوں کی تعداد ہر محلے اور ہر قصبے میں بڑھ جائے گی۔ ہندوستان نہ تو کابل ہے کہ بادشاہ سلامت کے حکم کا ایک جھونکا چلتے ہی خزاں رسیدہ ذرّیت کی طرح خمشد و جماعت نقاب کے پتے جھڑ جھڑا کے گر پڑیں اور اس نقاب کشائی سے اگر کوئی فتنہ برپا ہو تو یک حکم ذرا سی دب جائے گی جہاں ایک قوم ہے ہندوستان میں متفرق قومیں ہیں لیکن بدنصیبن کا دستار و آنچل کے قانون سازوں کی توجہ کا محتاج ہے کہ بجائے جگہ جگہ جھاڑ کر جیسے پھر بستر بچھائیے۔ بدنصیبن نے عورتوں کے دلوں میں کافی شوق بے پردگی پیدا کر دیا ہے جو رنگ آج ہم چپت کہلاتے ہیں انھوں نے عورتوں کو بازو دکھانے پر کمر مضبوط باندھ لی ہے جب زن و مرد کی آزمائش یکساں ہے تو بیچاری بدنصیبن اپنا دل بیکار جلانے کے سوا کر ہی کیا سکتی ہیں۔ البتہ صاحبان حیا و غیرت اور زمانہ شناس لوگوں سے اتنی امید رکھنی بیجا نہیں ہے کہ وہ مسٹر چغتائی کے بے حیا جلد باز مقلد زمانہ بزرگ کی بیباکیوں کو احتیاط اور اعتدال کے دائرہ میں لانے کی سعی فرمائیں۔ اسکے بعد اگر ایک حمام میں سب ننگے نظر آئیں تو ہے

یا قسمت و یا نصیب و یا بخت

"چپت"

یہ عنوان لکھتے ہیں تو شرم آتی مگر مجبوری ہے کیا کیجیے ایک صاحب نے اس نام کا ایک ہفتہ وار پرچہ جاری ہی کر دیا۔ مولانا پنچ نے "تازیانہ" کے ذیل میں بطور سرگشت وہ سبق پہلے ہی فرما دیا تھا کہ جیسے کسی اخبار کا نام "تازیانہ" ہو سکتا ہے تو دھول چپت کا نام رکھنے میں خرابی کیا ہے۔ مزا یہ ہے کہ "چپت" بزعم خود "تازیانہ" کا جواب ہے۔ سرنامہ پر ایک عربی عبارت ہے "اکسرنا شوکۃ الشیطان" ترجمہ یوں کیا ہے کہ "شوکت اور قوت شیطانی کو ملیامیٹ کر دو" مگر ایڈیٹر صاحب شاید بھول گئے شیطان کہیں چپت سے ڈرتا ہے؟ "لاحول ولاقوۃ" یہ چیزیں تو خود اسکی ایجاد کی ہوئی ہیں کمبخت خواب میں بھی آتا ہے تو سونے والے کو ستاتا ہے بیداری کے بعد اپنی داڑھی اپنے ہی ہاتھ میں ہوتی ہے اور پانچوں انگلیوں کے نشان گالوں پر۔ یہ حال خدا ایڈیٹر صاحب کی یہ دعا قبول کرے کہ "مجھے اس مصیبت سے بچا کر قدر کا بیٹ غیر مستحق کی گردن کی تواضع نہ کرے"



عیسیٰ سے کہہ دو اپنے گدھوں کو سنبھال لیں

"بات کا جواب تو ہے۔ لات کا جواب نہیں پھر لات بھی کس کی؟ او گدھے! او گدھے!! ابے گدھے!!!"

حضرت چاپٹ اپنی نظم میں فرماتے ہیں ؎
الله اکبر کس قدر ہیبت نشان چپت
ہے سیاہ کاروں کو عارض ایک میٹھا چپت

عارض کے لیے تجویز ضرور ہے اور عمل یا چپت کیلئے چپت یا - یہ اعتراض پڑتا ہے لکھنؤ کے ایک بازاری شاعر نے سر مشاعرہ طرح کی غزل میں یہ شعر پڑھا تھا

چپت یوں غیر کی گردن پہ ماری
ورم سے ہو گئی تیار گردن

دوسرے ظریف شاعر صاحب بول اٹھے کہ [illegible] صاحبزادے بازاری آدمیوں کی صحبت میں رہ کے بھی تمھیں ٹیپ اور چپت کا فرق نہ معلوم ہوا ہم تو اس مبتذل طریقہ کو پسند نہیں کرتے ورنہ یوں کہتے

ع جڑی یوں غیر کی گدی پہ اک ٹیپ
ورم سے ہو گئی تیار گردن۔

مگر جب حضرت چاپٹ مضائقہ نہ [illegible] اسی کی تعیص کی طبع نادر ہیت خود ہی کا تحت حال و مطالب دلچسپ ہے۔

محل چپت یعنی مقام وضاحت جناب سلطنت دہلی ہے اور مقام نزول چپت بقول خود سر سرمایہ داران واستعمار برطانیہ یا فرض والیان ریاست کے علاوہ ان غریب اخبار نویسوں کی کھوپڑی ہے جو کسی جماعت کے آرگن ہیں یا کسی سرمایہ دار کے رہین منت ہیں یا امیروں کی خاطر غریبوں کی چنیا سہلاتے ہیں یا ریاستوں کے وظیفہ خوار ہیں۔ دیکھیے اس قحط و امساک باراں کے زمانہ میں چپتوں کی بارش کیا کرتی ہے؟ اگر مذکورۃ الصدر جماعتیں کا ڈھٹ کا ایک ایک تھان سر لے کے سر پر لپیٹ لیں تو اچھا ہے۔

چپت کی ایک ہلکی سی اور جڑ دی آریوں کے گورنمنٹ [illegible] کے پاس [illegible] ہے اور طاقت دہلی میں [illegible] پھونک کے [illegible] ہے - آل پارٹیز کانفرنس پر بھی دو ایک ہاتھ جھاڑ دیے ہیں جو مسجد شکن جماعت [illegible] کا سر پیٹنے کے قابل ہی نہ تھا [illegible] کے سر پر [illegible] کا شاخسانہ جڑ چکا۔ لنک کے گمنام صاحبزادے چپت کی زد میں ہیں۔ فرانک کے سپاہی، اور دہلی کا ریاست اخبار ابھی حضرت چشم نمائی کی لذت سے بہرہ یاب ہوا ہے بعض [illegible] سیاب [illegible] ساغر کش کا بوتل سر پر گرا دیا ہے۔ بس یوں سمجھیے کہ گشتہ ہونے میں ایک تابع کی کسر ہے۔

خدا نخواستہ ہم سیاہ کاروں اور سفید پوش بدمعاش کے حامی نہیں جو معزز ایڈیٹر حضرت شیخ فضل الرحمٰن صاحب آزاد اور عادل کی کے اصل مقصد یعنی اصلاح ظلم سیاہ کاری وغیرہ سے مخالفت کریں۔ یہ تو ایک مصلح کا اصلی فرض ہے بشرطیکہ وہ خود شیر کی کھال نہ پہنے۔ البتہ طرز تحریر کے بارے میں ہم مشورہ دیتے ہیں کہ بدل لیں تو اچھا ہے۔

بعض ہجو نویس اپنا نام ظریفوں کی فہرست میں لکھوانا چاہتے ہیں انکے سیکڑوں مضمون ہمارے پاس آئے اور ان میں سے دو چار مضمون بعد تبدیل عین و طلب اہمیت ہم نے چھاپ بھی دیے اور پنچ میں چپت کی خبر سن کے یہ لوگ ہفتے میں دس بارہ مضمون بھیجیں گے ایڈیٹر صاحب انکے مضرات کی اشاعت میں احتیاط سے کام لیں اور انکے اس دعوے پر قطعاً اعتماد نہ کریں کہ بندہ اودھ پنچ کا نامہ نگار ہے اگر کسی فرد کے ذاتی افعال سے بحث ناگزیر ہو تو ان افعال میں سے بعض ایسی فعل کا تذکرہ فرمائیں جس کا برا اثر عوام کے دین یا اخلاق پر ہونے والا ہے۔ بہرحال ریاست ایک [illegible] سالانہ تین روپیہ قیمت ہے لکھائی چھپائی کاغذ اچھا ہے۔

راقم
خاکسار ادبار لعن

پنچ مل خدا - خدا مل پنچ
طویلے کی بلا

وہ جو کبھی یورپ کے گرو تھے گذر ہی رہے اور چلے ہو گئے فکر۔ ہارون رشید کے دربار میں گھڑیال گھڑی کی جو ایک تھی جسکا پنڈلم برابر ہنگام رہا تھا ایک صاحب دربار روما کا سفیر ہو چکے ان کا ست خبری دیکھتے رہے انکے بعد دوزانو ہو گئے خلیفہ نے پوچھا کیا ہے [illegible] روح القدس ہے۔ درباری مسکرا دیے مگر سفیر صاحب کے چہرے پر حیرت زدہ کے ایک ڈھنگ آ گیا تھا ایک جاتا تھا انھوں نے اپنی سلطنت کے سامنے بھی [illegible] دل کا فکر یوں کھول کے رکھ دیا کہ انہیں زبردست طاقت سے مقابلے کا ارادہ سخت ہے جیسے تیسے میں روح القدس ہو۔ باصطلاح حال یہ تھا عربوں کا دور جہالت۔ گزشتہ جنگ یورپ کے زمانے میں ایک افغانی جرگے کے سردار نے کسی گورے سے بطور مال غنیمت جیبی گھڑی چھین لی۔ سمجھے تھے کہ سونے کی ڈبیا ہے اسمیں سے کھٹ کھٹ کی آواز جو آئی تو گھبرائے۔ ڈھکنا کھولا سکنڈ کی سوئی رینگتے دیکھی اندیشہ ہوا کہ یہ کوئی جان لیوا چیز اس فرنگی نے بنائی ہے گھڑی دھڑ سے وہیں پھینکی۔ دور بھاگے کہ کہیں چوٹ نہ کر بیٹھے مگر سونا دیکھ چکے تھے قرار کیونکر آتا۔ بڑا سا پتھر ڈھلکایا کہ ننھے بچھو کا سر کچلیں جو اس سونے کی ڈبیا میں بند ہے۔ غرض گھڑی چکنا چور ہوئی بولتا ہوا بچھو مر گیا۔ یہ ہے مسلمانوں کا دور ترقی۔

ترقی کرنے والی قومیں اپنے خصوصیات کبھی ترک نہیں کرتیں انھیں بحال خود باقی رکھتی ہیں البتہ اگر کسی دوسری قوم کی کوئی بھلی بات دیکھی تو اس سے فائدہ اٹھانے کی سعی کرتی ہیں۔ ایک انگریز افریقہ میں بھی انگریز رہتا ہے وہی صاحبیت وہی کوٹ پتلون وہی وضع وہی طرح جس طرح ہندوستان میں بھی انگریز یہ مستثنیات قابل توجہ نہیں لہذا اگر مسٹر ہاول اودھ کے جوڈیشل کمشنر جنھیں عربی داں ہونے کی وجہ سے [illegible] کیا کرتے تھے قالین پر بیٹھ کے زنانے [illegible] کروا لے کے یہاں کا دو سیر پیا کرتے تھے پیچوان گھر پر سامنے رکھا رہتا تھا یا مسٹر ٹیگ جوڈیشل کمشنر کناڈ کی جو گوشہ ٹوپی ٹانکے مکین جالی کا ہمو سا کیا ہوا رومال کندھے پر ڈالے ڈھاکے کی ململ کا باریک کرتا اور چالیس کا پاجامہ پہنے منہ میں سفید پانوں کی گلوری دبائے

تھنوں کے چوکے پہ بیٹھے نظر آتے تھے تو ہمارا دھوبی کمزور نہیں ہوتا مسلمانوں میں اپنے خصوصیات کی پابندی کا مرض دسیوں قت تک رہا جب تک انکی خاصیت نہیں آئی۔ ادھر اپنے خصوصیت انکے دل سے اور آنکھوں سے اوجھل ہوئے اُدھر ترقی کا گھوڑا سبق پا ہوا گے ہنس کے چال کی نقل میں لنگڑی کھینچنے۔

آج دولی لنگڑی اسلامی سلطنتوں میں اے گئے تین خود مختار ملک ہیں۔ ترکی یہ پہلے تھے ترک بیٹھے تے رہے پیش اب ہو گئے تے رہے زبر کات ساکن۔ ترک [illegible] اسلامی طرز تحریر بھی ترک۔ نکاح بیاہ کے صیغے بھی ترک۔ عربی میں نماز بھی ترک۔ لال ٹوپی اور پہننا بھی ترک۔ عربی قرآن بھی ترک۔ اسلامی یا قدیم وطنی پوشاک بھی ترک۔ اسلام علیکم بھی ترک۔ پردہ بھی ترک۔ آبدست بھی ترک۔ داڑھی بھی ترک۔ تعدد ازدواج بھی ترک۔ اسلامی حیا بھی ترک۔

ایران صاحب آقا مجبور ہست از دست کلاہیان ستم پیشہ کہ بر ترک راہ و رسم اسلامی راضی نمی شوند ورنہ حاضر ہست بہر ترک گفتن ایشاں۔ باورے دیر آید درست آید۔ الحال آقا مستعد چاپ و ترتیب نمی خورد پلاؤ لازم نیست۔ مے منیور دیگر سرانہ جاری۔

افغانستان۔ مثل مشہور ہے کابل گئے مغل ہو آئے مگر خاں صاحب یورپ گئے اور جاتے ہی گھیر دار شلوار میں دیا سلائی لگا کے پتلون ڈانٹ لیا کچے فرنگی بن گئے وہ بھی ایسا کہ سگی ماں بھی دیکھے تو نہ پہچان سکے۔

ایسی حالت میں اگر ایک پرانے خیال کے غریب سردار نے افغانی پارلیمنٹ کی بھری محفل میں شاہ افغانستان کی قلعی کھولی تو وہ یقیناً واضح ہے۔ اس شخص کی تقریر کا خلاصہ [illegible] بزبان حال عرض کیا جاتا ہے ؎

نوشتہ بود مسیحا بہ سفید
نوسیندہ را نیست فردا امید

[illegible] حضور نہ دا آپ کی حالت سے خوب واقف ہے
[illegible] شعر شناس

مگر اسلام میں شہیدوں کی تعداد کچھ کم نہیں ہے جنہوں نے سچی بات کہہ کے اپنی گردن کٹوا دی۔ کچھ پروا نہیں ؎

سرم آں سیرِ زباں گشتہ گر با تیغ و کفن
بر در خانہ جلاد غزلخواں رفتم

حضرت آپ ہیں نرے کورے بے حیا یورپ کی عورتوں کو اصول حیا و غیرت یہاں آ کے وصول کرنے چاہئیں مگر آپ ہماری باحیا عورتوں کو بے غیرتی سکھانے کے لیے یورپ بھیج رہے ہیں۔ آپ مذہب مذہب پکارتے ہیں مگر استغفر اللہ کجا مذہب کجا آپ۔ آپ کو لیڈی ڈاکٹروں کی ضرورت ہے تو کیا یہاں کوئی مدرسہ نہیں کھولتے جو گلی گلی ڈاکٹرنیاں ماری ماری پھریں۔

آپ نے جھوٹ موٹ کی ایک پارلیمنٹ بنائی ہے مگر اسکے ارکان وہی ہیں جو آپ کے دہنے بازو آپ کے کاسہ لیس آپکے مزاج گو ہیں ورنہ یوں کہ بے خوف ہو کے اسلامی رواج کی گردن قلم کر سکتے تھے ہیں آپ مہذب یورپین جسکے نزدیک لڑکی آزادی ایک ضروری جزو تہذیب ہے مگر افغانستان کے اخباری کاغذ آپ کے غلام خاص ہیں کیا مجال جو آپ کے خلاف منہ کھول سکیں۔۔۔۔۔

روایت ہے کہ اس سردار نے شاہ ذی جاہ کے ایسے لتے لیے کہ حضرت گھبرا گئے کہنے لگے بھائی تم ٹھیک کہتے ہو مگر تمہیں کسی نے بہکایا ہے۔ ارے یہ محمد عثمان خاں و سابق گورنر قندھار کہاں گیا ذرا اسے سرکاری زیور ہتھکڑی بیڑی تو پہنا دو۔ اور وہ دوسرا احمد علی جان کدھر ہے اسے بھی لینا۔ یہ کمبخت میری بھولی بھالی رعایا کو بہکاتے ہیں۔

لیجیے حضرت۔ اب تو کوئی نہ کہے گا کہ شاہ صاحب آزاد اور آزاد خیال نہیں ہیں۔ بھلا یہ غیر ممکن ہے جو شخص ایک مرد آزاد کو مقید کرے وہ مہذب و آزاد نہیں ہے کیا ہم اور آپ ہیں۔ طوبیٰ کی ڈالی مثل اصل ہوئی یا نہیں؟ حکایت ہے کہ ایک صاحب گالیاں بہت بکتے تھے کسی نے کہا جناب میں نے سنا ہے آپ بہت گالیاں بکتے ہیں۔ بھلا کے ہوئے بیچ میں کی ۔۔۔۔ [illegible]

شب ہے یہ دیوالی شب ہے یہ دسہرا
یہ ہے سنا یمن جی کی جھنجھیا کا لہرا

ہمارے دوست آنریبل صاحب نواب [illegible] خاں سائمن کمیشن کے [illegible] اس غرض سے منتخب ہوئے کہ اسمبلی کی رپورٹ کو پیش کریں جب تک رپورٹ مذکور بنائی سائمن صاحب کے سامنے پیش نہ کی جائی اسوقت تک [illegible] کا بنا ہوا اور رپورٹ [illegible] وقت اس کاوش میں تھی کہ رپورٹ کی زبانی تحسین کا عمل اعتراف کریں لیکن [illegible] لا وارث بچہ کا باپ کسی کو بنائے۔ کوئی ان کو [illegible] انتظام پہ کیوں کھٹکا۔ اور جو شخص رپورٹ کی خوبی سے معترف ہے اسکا انتخاب پبلک کی نسبت کس طرح کرتا۔ آنریبل نواب [illegible] میں سلوب صفتیں موجود ہیں۔ سنائی ہیں۔ رپورٹ کے مؤید ہیں۔ تعلقہ دار ہونے کی حیثیت سے زمیندار ہیں۔ یہ تو ہوئے اصل صفات۔ فرعی صفات کے اعتبار سے ہوشیار ہیں۔ منتظم ہیں۔ جناب [illegible] پالیٹکس کا شوق رکھتے ہیں مونچھ بڑھاتے ہیں تیار بھی اکھاڑے کے قائل ہیں۔ اگرچہ خود ترقی پر ہے [illegible] ہوا ہے۔ جیسے جانتے ہیں۔ [illegible] دوسرے کا دماغ قریب ہے تفصیل بیان کیا جائے ہمت آئندہ نمبر میں رہ جائے گی۔ [illegible] لیجیے۔

[illegible] امیر۔ [illegible]
[illegible] سلام کیا۔ انکی جھنجھیا بھی
[illegible] کی رپورٹ۔

[illegible] دیتے ہیں [illegible]
ایک [illegible] ہم نے [illegible]
[illegible]
اور [illegible] جھنجھی ایک ہی [illegible]
انہیں [illegible]
انہیں [illegible] سیاسی [illegible]
انہیں سے نکلا [illegible]
انہیں سے نکلے [illegible] آغا جی [illegible] دل۔
گھل گئی گھر کی [illegible] ڈالی۔
ایک [illegible]
[illegible]

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کیطرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہوچکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے

جزو علمی پراس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کیگئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اسیطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔

محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ